# زندگی کا فیشن

(فرمودہ ۲۵- اپریل ۱۹۲۲ء) لے

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے فرمایا :
انسانی نفس اپنے گردو پیش کی چیزوں سے متأثر ہو کر ایسے طریق اختیار کرتا رہتا ہے جن پر چلنے سے اصل راستہ سے بھٹک جاتا ہے جیسے کوئی شخص کسی ضروری کام کے لئے گھر سے نکلتا ہے مگر کوئی دوسرا اس کو راستہ میں بہکاتا ہے اور وہ اس کے پیچھے چل پڑتا ہے اور اپنے اصل مقصد سے محروم ہو جاتا ہے اسی طرح بعض لوگ زندگی کے راستہ سے دور ہو جاتے ہیں۔

حضرت صاحب کا الہام ہے "زندگی کے فیشن سے دور جا پڑے" ۲ے فیشن کے معنے ہیں۔ طریق اور زندگی بسر کرنے کا راستہ۔ ظاہر ہے کہ راستہ مقرر کرنے والے خاص لوگ ہوتے ہیں۔ یورپ کے مرد اور ان کی عورتیں فیشن کی دلدادہ ہوتی ہیں۔ خصوصاً پیرس فیشن پرستی کا مرکز ہے۔ ایک اخبار میں میں نے پڑھا تھا کہ ایک عورت کسی دکان پر گئی اور دکاندار سے کہا کہ مجھے تازہ ترین فیشن کی ٹوپی درکار ہے۔ وہاں ٹوپیوں پر ہی زیادہ فیشن کا اثر پڑتا ہے۔ عورت نے ٹوپی خریدی اور پہن کر باہر نکلی۔ جونہی کہ باہر نکلی کچھ عورتیں اس نے دیکھیں جن میں سے ایک عورت وہ بھی تھی جو فیشن اختیار کراتی ہیں اور نمونہ اور سند کے طور پر مانی جاتی ہیں۔ اس عورت نے فوراً ٹوپی اپنے سر سے اتار لی اور دوڑ کر دکان میں گھس گئی اور دکاندار سے کہا تو نے مجھے سخت ذلیل کیا اگر وہ عورت مجھے دیکھ لیتی تو کیا کہتی۔

گو فیشن کے معنے عام طریق کے کئے جاتے ہیں مگر اصل بات یہ ہے کہ چند آدمیوں کے

متعلق یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ ان کے طریق پر عمل کیا جانا چاہئے اور ایسے لوگ پانچ چھ سے زیادہ نہیں ہوتے۔ ان کے متعلق پڑھا ہے کہ سارا سال پرانی پرانی تاریخیں پڑھتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ ان زمانوں میں کسی قسم کا لباس پہنا جاتا تھا۔ اور مختلف لباسوں کے ٹکڑے لے کر ایک چیز تیار کرتے ہیں اور تجویز کرتے ہیں کہ ایسی ٹوپی ہو سکتی ہے یا ایسی عجیب گاؤن (GOWN) ہو سکتی ہے ایسے لوگ جو کچھ مقرر کرتے ہیں۔ لوگ ان کی اتباع کرتے ہیں۔ مگر عجیب بات ہے کہ جن لوگوں کی زندگیوں کو خراب کر دیا کہ وہ تمام عمر اسی فیشن کی ایجاد و تلاش میں رہیں ان کی تو مانی جاتی ہے ان لوگوں کی طرف توجہ نہیں کی جاتی جو مستحق ہیں کہ ان کی بات پر عمل کیا جائے۔

میں نے بتایا ہے کہ جس طرح اس ظاہری لباس کے فیشن کی ایجاد کے لئے چند لوگ ہوتے ہیں روحانی زندگی کے فیشن کے لئے بھی چند لوگ ہوتے ہیں۔ یہ غلط خیال ہے کہ فیشن عام لوگوں کے رواج کا نام ہے۔ بلکہ فیشن کے موجد عام لوگ نہیں ہوتے۔ اسی طرح روحانی زندگی میں بہت سے لوگوں کی پیروی نہیں کی جاتی بلکہ چند کی اور وہ انبیاء و رسل اور اولیاء ہوتے ہیں۔

حیرت ہے کہ لباس میں تو فیشن کی پیروی کی جاتی ہے۔ مثلاً ایک زمانہ میں غرارہ عورتیں پہنتی تھیں لیکن اگر اب کوئی پہن لے تو دوسری عورتیں اس کا ناک میں دم کر دیں۔ یا ہندوستان میں کئی ٹوپیاں مروج ہیں پنجاب میں ان کا رواج نہیں ہے۔ اگر کوئی پہنے تو لوگ اس پر پھبتیاں اڑائیں۔ غرض لباس میں تو فیشن مقرر کرنے والوں کی طرف دیکھا جاتا ہے مگر روحانیت میں ایسا نہیں کیا جاتا بلکہ الٹی جہلاء کی پیروی کی جاتی ہے۔ مثلاً شادی کا معاملہ ہے اگر یہ دیکھا جائے کہ خدا اور اس کے رسول اور اولیاء نے کیا طریق مقرر کیا ہے۔ تو ان کو زندگی کی مصیبتوں سے نجات ہو جائے۔ مگر لوگ اس کی پابندی نہیں کرتے۔ قرآن کریم میں اس کے متعلق آتا ہے۔ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ [۳] مؤمن کو چاہئے کہ وہ آج جو کچھ لوگ اس کو کہتے ہیں اس بارے میں اس کی فکر نہ کرے۔ اگر لوگ آج اعتراض کرتے ہیں کہ اس نے شادی میں یہ نہیں کیا اور وہ نہیں کیا تو اس کی پرواہ نہ کرے بلکہ اپنی کل کو محفوظ کرے۔ اگر کوئی آج ہنستا ہے اور کل اس کو رونا پڑے گا تو ایسے ہنسنے کو اس پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا نہ اس کا کچھ نقصان ہے۔

پس مؤمن کو چاہئے کہ زندگی کا فیشن مقرر کرنے کے لئے ان لوگوں پر نظر کرے جو اس

فن کے ماہر اور واقف ہیں اور وہ انبیاء، رسل اور اولیاء و صلحاء ہوتے ہیں جو شخص اہل فنون کو چھوڑ کر ناواقفوں کے پیچھے چلتا ہے دکھ اٹھاتا ہے۔ زندگی مبارک اور بآرام کرنے کے لئے ان کی ضرورت ہے ورنہ ان سے علیحدگی میں جھگڑے ہیں۔

(الفضل ۲۴۔ جولائی ۱۹۲۲ء صفحہ ۷)

۱؎ فریقین کا الفضل سے تعین نہیں ہو سکا۔
۲؎ تذکرہ صفحہ ۵۰۹۔ ایڈیشن چہارم
۳؎ الحشر آیت : ۱۹